١١ ستمبر کے واقعات کی شرعی حیثیت

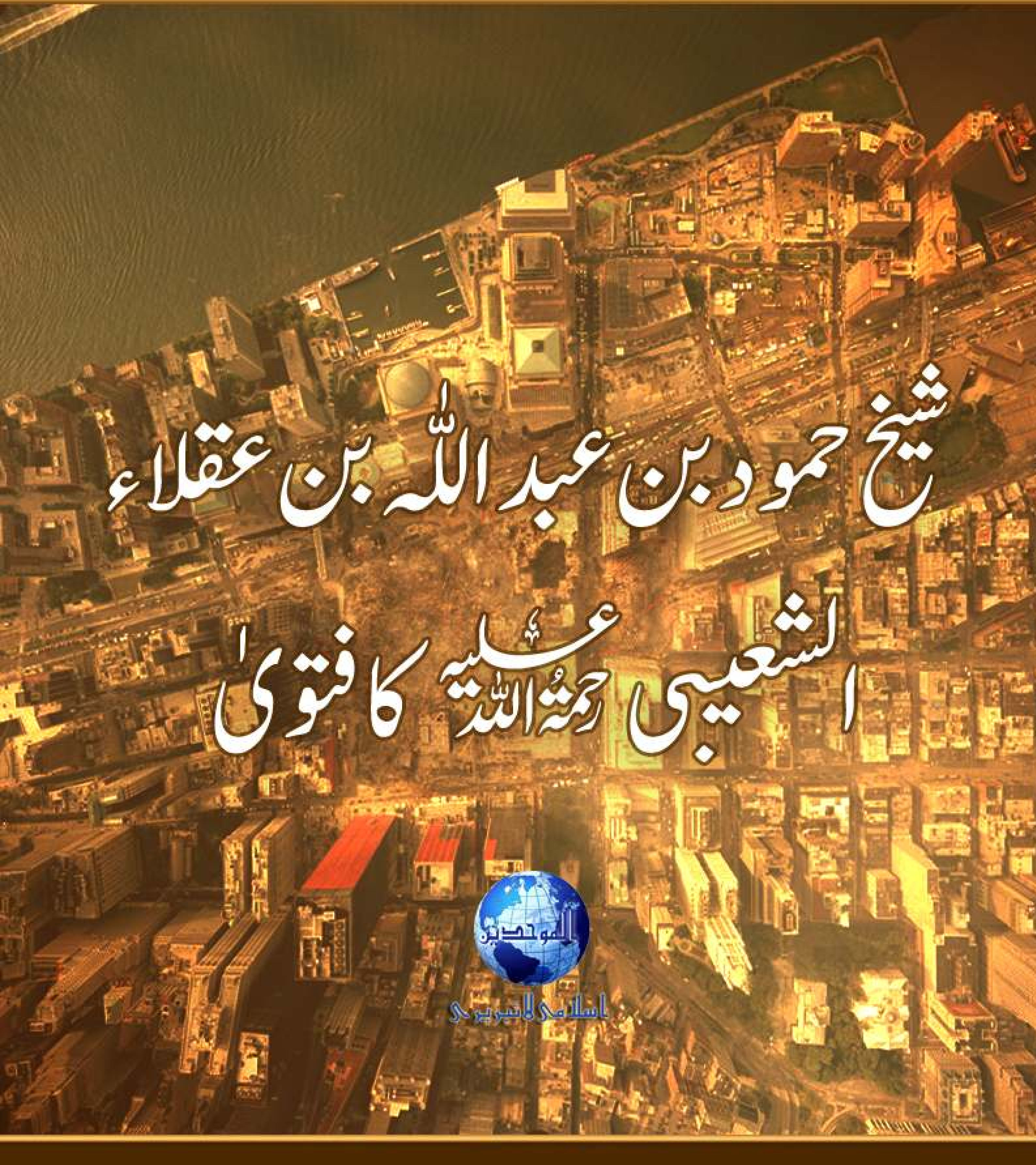

شیخ حمود بن عبد اللہ بن عقلاء الشعیبی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ.........ایک تعارف

شیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دورِ حاضر کے ممتاز ترین علمائے دین میں ہوتا ہے۔ آپ کی وسعت علمی اور بیباکانہ حق گوئی کی بدولت نہ صرف جزیرۂ عرب بلکہ تمام عالمِ اسلام میں آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ آپ نے اپنی زبان و قلم سے تمام عمر دین کی خدمت اور مجاہدین کی بھرپور نصرت کی۔ اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں.........جب گیارہ ستمبر کے مبارک واقعات کے بعد امتِ مسلمہ کے حکمرانوں پر کفر کا رعب طاری تھا اور بہت سے اہلِ علم کی زبانوں پر خوف کے مارے تالے پڑ چکے تھے.........آپ نے اپنی ضعیف العمری کے باوجود حق کو اعلانیہ حق کہنے کا فریضہ سرانجام دیا اور اپنے مدلّل فتاویٰ کے ذریعے جہاد کی پشیبانی کا حق ادا کیا۔ اللہ آپ کی قبر کو نور سے منور کرے اور آپ کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ آمین!

آپ کا پورا نام الشیخ العلامۃ ابو عبداللہ حمود بن عبداللہ بن محمد بن عقلاء الشعیبی الخالدی تھا۔ آپ ۱۳۴۶ ہجری میں سعودی عرب میں بریدۃ کے علاقے الشقۃ میں پیدا ہوئے۔ جب سات سال کی عمر کو پہنچے تو بیماری کے سبب اپنی بینائی کھو بیٹھے۔ اس صدمے کے باجود آپ نے مدرسے میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ آپ کی عمدہ تعلیم وتربیت میں آپ کے والد کی انتھک کوششوں کا بڑا اہم کردار رہا۔ صرف پندرہ سال کی عمر ہی میں آپ نے شیخ عبداللہ بن مبارك العمری کی زیرِ سرپرستی مکمل قرآن حفظ کر لیا۔

آپ ۱۳۶۷ ہجری میں اپنے والد کے کہنے پر حصول علم کی خاطر ریاض آگئے اور فضیلۃ الشیخ عبداللطیف بن ابراہیم آلِ شیخ سے مختلف علومِ دینیہ کی بنیادی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۶۸ ہجری میں آپ نے فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آلِ شیخ کی شاگردی اختیار کی اور مختلف مضامین کا تفصیلی علم حاصل

کیا۔ آپ کے اساتذہ میں فضیلۃ الشیخ ابراہیم بن سلیمان، فضیلۃ الشیخ سعود بن رشود، فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن محمد بن حمید اور فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن رشید وغیرہ جیسے نامور علماء بھی شامل ہیں۔

ریاض میں شعبہ شریعت قائم ہونے کے بعد آپ نے شیخ عبد العزیز بن باز اور شیخ محمد امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی کئی مضامین پڑھے۔ خصوصاً شیخ شنقیطی سے تو آپ درس کے اوقات کے بعد ان کے گھر جا کر بھی پڑھتے تھے۔ انہوں نے آپ کو اصولِ فقہ اور تفسیر کے مضامین پڑھائے۔

آپ شعبۂ شریعت سے اپنی تعلیم مکمل کر کے ۱۳۷۶ ہجری میں فارغ ہوئے اور اسی سال ریاض کے المعہد العلمی میں بطور مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۷۸ ہجری میں آپ کو شعبۂ شریعت میں مدرس مقرر کیا گیا جہاں آپ تقریباً چالیس سال تک حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، توحید، نحو اور تفسیر وغیرہ پڑھاتے رہے، اور اسی عرصے میں ترقی کر کے 'استاذ' کے درجے تک جا پہنچے۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں، مثلاً:

☆ الامامة العظمیٰ

☆ مختصر عقیدة اهل السنة والجماعة

☆ البراهین المتاظهرة فی حتمیة ایمان باللہ والدار الآخرة

☆ شرحِ بلوغ المرام

☆ القول المختار فی حکم الاستعانة بالکفار

☆ تسهیل الوصول الی علم الاصول

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے مجاہدین کا زبردست دفاع کیا۔ آپ نے جن اہم موضوعات پر فتاویٰ دیئے وہ درج ذیل ہیں:

☆ ۱۱ ستمبر کے واقعات کا شرعی جواز

☆ مجاہدینِ طالبان کی حکومت........ایک اسلامی حکومت

☆ طالبان کی بت شکنی کا شرعی جواز

☆ فلپائن میں جہاد کا شرعی جواز

☆ شہیدی حملوں کا شرعی جواز

☆ قانونِ الٰہی سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والے حکمرانوں کی شرعی حیثیت

آپ نے مسلمان معاشروں کو دین سے دور لے جانے والے عوامل کے سدِ باب کے لیے متعدد چھوٹے کتابچے بھی لکھے، مثلاً آپ نے تصویر، محفلِ موسیقی میں شرکت اور غیر شرعی عیدیں اور جشن منانے کی شرعی حیثیت کو بخوبی واضح کیا۔ اللہ اس سچے عالمِ دین کو بہترین جزا سے نوازے اور اپنی خصوصی رحمتوں سے ڈھانپ لے! آمین!

آپ کے شاگردوں میں علماء، اساتذہ اور وزراء کی ایک بہت بڑی تعداد شامل رہی، مثلاً وزیر برائے اسلامی امور ڈاکٹر عبداللہ محسن الترکی، وزیر انصاف ڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم آلِ شیخ، ہیئۃ کبار العلماء کے رکن ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان، مجاہد شیخ سلمان بن فہد العودۃ، مجاہد شیخ علی بن خضیر الخضیر، قاضی تمییز عبدالرحمن بن صالح الجبر، قاضی تمییز عبدالرحمان بن سلیمان الجار اللہ، قاضی تمییز عبدالرحمن بن غیث، قاضی تمییز عبدالرحمن بن عبدالعزیز الکلیۃ، منطقۃ القصیم کے قاضی اعلیٰ شیخ عبدالرحمن بن عبداللہ العجلان، ریاض کے قاضیٔ اعلیٰ سلیمان بن مھنا، ڈائریکٹر جنرل شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر عبدالعزیز بن عبدالرحمن السعید، ڈائریکٹر شعبہ تحقیق وادّعاء محمد بن مھوس، ڈاکٹر عبداللہ الغنیمان، سیکریٹری وزارتِ داخلہ ابراہیم بن داؤد۔

جن نمایاں شخصیات نے ماجستیر یا دکتور کے مقالے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی اور سرپرستی میں لکھے ان میں ڈاکٹر محمد عبداللہ السکاکر، ڈاکٹر عبداللہ بن صالح المشیقع، ڈاکٹر ناصر السعودی

،ڈاکٹر خلیفة الخلیفة اور ڈاکٹر ابراہیم بن محمد الدوسری وغیرہ بھی شامل ہیں ۔
آپ ۷۶ سال کی عمر میں ذی القعدہ، ۱۴۲۲ ہجری کو فوت ہوئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر علمی و عملی کاوشوں کی بہترین جزا عطا فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم اجمعین !

۱۱ستمبر کے واقعات کی شرعی حیثیت

شیخ حمود بن عبد اللہ بن عقلاء الشعیبی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

(۲۸ جمادی الثانی، ۱۴۲۲ھ)

سوال:

عالی قدر شیخ حمود بن عبد اللہ بن عقلاء الشعیبی حفظہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۱ ستمبر، ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں پیش آنے والے واقعات پر بہت بحث مباحثہ اور گفتگو سننے کو ملتی ہے۔ کچھ لوگ ان حملوں کو جائز قرار دیتے ہوئے ان کی تائید کرتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ ان کو ناجائز قرار دیتے ہوئے تنقید۔ ان دونوں متضاد آراء میں سے کون سی رائے آپ کے خیال میں درست ہے؟ براہِ کرم ذرا وضاحت سے جواب دیجیے کیونکہ لوگوں کے ذہنوں میں اس حوالے سے بہت سے اشکالات اور شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔ جزاکم اللہ!

جواب:

الحمد للہ رب العالمین وا لصلاۃ والسلام علی النبی الامین وعلی آلہ و صحابتہ اجمعین و من صار علی نھجھم الی یوم الدین، اما بعد:

اصل جواب کی طرف آنے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ کافر امریکی ریاست جب بھی کوئی فیصلہ کرتی ہے، خصوصاً کہیں حملہ کرنے یا جنگ شروع کرنے کا فیصلہ، تو ایسا اقدام عوامی رائے کی تائید کے بغیر نہیں اٹھایا جاتا، خواہ وہ رائے عامہ ریفرنڈم یا سروے کے ذریعے معلوم کی جائے، یا کانگریس میں موجود نمائندے اس رائے کا اظہار کریں۔ ایسی حالت میں ہر وہ امریکی جس نے جنگ کے حق میں

آواز بلند کی محارب ہے اور کم از کم جنگ میں معاون اور مدد گار کی حیثیت سے تو ضرور ہی شریک ہے۔ انشائ اللہ مسئلے کے اس پہلو پر تفصیلی گفتگو بعد میں آئے گی۔

اسی طرح یہ سمجھ لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے باہمی تعلقات سیاسی پالیسیوں اور شخصی مصلحتوں کی روشنی میں استوار نہیں کئے جاتے، بلکہ یہاں بھی رہنما اور فیصلہ کن حیثیت کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ قران نے اس مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے امتِ مسلمہ کیلئے اس قدر صراحت سے واضح کیا ہے کہ کسی قسم کے شک وشبے کی گنجائش باقی نہیں بچتی۔

اس مسئلے سے متعلقہ آیات دو باتوں پر مرتکز ہیں:

☆ الولاء (یعنی مومنین سے دوستی ووفاداری)

☆ البراء (یعنی کفار سے عداوت وبیزاری)

آیاتِ قرآنی کی ایک کثیر تعداد کا انہی دو باتوں پر مرتکز رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ”الولاء و البراء“ کا عقیدہ دین کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور اسی بات پر علمائے امت کا اجماع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کفار کی طرف جھکنے اور ان سے دوستی و وفاداری کا تعلق قائم کرنے سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (المآئدۃ:51)

(اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے وہ انہی میں سے ہے)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ (الممتحنۃ:۱)

(اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ (آلِ عمران: 118)

(اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ، (تم نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تو) تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی دشمنی تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے)

اسی طرح کفار سے برأت وبیزاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ: 4)

(تم لوگوں کے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ (المجادلۃ: 22)

(آپ اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے نہ پائیں گے ، گو وہ ان کے باپ، ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے)

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ☆إلا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ (الزخرف: 26-27)

(اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راہِ ہدایت دکھائے گا)

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبۃ: 24)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تمھیں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا)

دین کا ادنیٰ سا علم رکھنے والے شخص کے لئے بھی یہ بات سمجھنا مشکل نہیں ہونی چاہیئے کہ یہ اور ایسی بیسیوں دیگر آیات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ کفار سے بغض، بیزاری اور عداوت رکھنا واجب ہے۔ جب یہ بات سمجھ گئے تو جان لو کہ امریکہ ایک اسلام دشمن کافر ریاست ہے جو ہر سمت سے مسلمانوں پر حملہ آور اور ان پر اپنی بڑائی قائم کرنے کی خواہشمند ہے۔ اسی لئے امریکہ نے برطانیہ، روس اور دیگر طاقتوں کے تعاون سے سوڈان، عراق، افغانستان، اور لیبیا وغیرہ کے مسلمانوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور وہاں اسلام کے خاتمے کے لئے بدستور کوشاں ہے۔ یہ امریکہ ہی تھا جس نے فلسطینیوں کو ان کے علاقوں سے بے دخل کرنے اور بندر و خنزیر کے بھائیوں کو وہاں اکٹھا کرنے کی تحریک چلائی اور آج تک وہ فاجر یہودی ریاست کو بھرپور سفارتی، مالی اور عسکری امداد فراہم کرنے میں مشغول ہے۔ یہ سب اعمالِ شر کرنے کے باوجود یہ توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے کہ امریکہ کو مسلمانوں کا دشمن اوران کے خلاف مسلسل حالتِ جنگ میں نہ سمجھا جائے؟

جب امریکہ نے افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں سوویت اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ شاید اب دنیا میں وہی تنہا 'سپر پاور' ہے جس کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں، چنانچہ اس نے زمین میں اکڑنا، تکبر کرنا، فساد پھیلانا، اور سرکشی وطغیانی کا رویہ اختیار کرنا شروع کر دیا. مگر وہ یہ بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات امریکہ سے زیادہ طاقتور اور اسے ذلیل ورسوا کرنے پر قادر ہے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ہمارے بعض بھائی، حتیٰ کہ علماء بھی، امریکہ کے خوشنما ظاہر کو دیکھتے ہوئے اس کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ امریکہ نے پورے عالمِ اسلام میں قدم قدم پر قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد کا کیسا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہی بد نما چہرہ دراصل امریکہ کا اصلی روپ ہے!

میں یہاں ان شبہات کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں جن کا سہارا لے کر ایسے علماء اپنے موٴقف کا دفاع کرتے ہیں۔

پہلا شبہ:

ایک دلیل تو یہ سننے میں آتی ہے کہ " ہمارے اور امریکہ کے درمیان کچھ معاہدات ہیں جن کی پابندی اور احترام کرنا ہم پر واجب ہے "۔

میں اس بات کے دو جواب دیتا ہوں:

اولاً، امریکہ گیارہ ستمبر کے واقعات میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کا کوئی ٹھوس ثبوت تاحال پیش نہیں کر سکا اور ابھی تک یہ تمام باتیں محض الزامات کی حیثیت رکھتی ہیں.........(واضح رہے کہ جس وقت یہ فتویٰ دیا گیا تھا، اس وقت تک مجاہدین نے گیارہ ستمبر کے حملوں کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ بعد میں مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن نے اپنے متعدد بیانات میں ان حملوں کی ذمہ داری باقاعدہ طور پر قبول کی۔ مثلاً: مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کا امریکی انتخابات ۲۰۰۴ء کے موقع پر امریکی عوام کے نام پیغام، ۱۰ رمضان المبارک، ۱۴۲۵ھ)........ لہٰذا جب تک یہ الزامات ثابت نہ ہوں یہ کہنا درست نہیں کہ ہم نے کوئی معاہدہ توڑا ہے۔ جہاں تک کفار سے اعلانِ برأت کا معاملہ ہے، تو اس کا کسی معاہدے کے ٹوٹنے یا خلاف ورزی کرنے سے کوئی تعلق نہیں، یہ تو اللہ کی طرف سے عائد کردہ اور اس کی کتاب میں بیان شدہ ایک مستقل فریضہ ہے۔

ثانیاً، اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ مسلمانوں اور امریکہ کے درمیان واقعتاً کوئی معاہدات موجود ہیں تو بھی یہ سوال امریکہ سے پوچھا جانا چاہیئے کہ وہ ان معاہدات کو کیوں پورا نہیں کرتا، اور کیوں ابھی تک مسلمانوں کے خلاف زیادتی اور ان کو ایذا پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے؟ معاہدے کو پورا کرنا ایک نہیں، دونوں فریقوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اور معاہدے پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ نقضِ عہد ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ (التوبۃ:12)

(اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر حملے شروع کر دیں تو کفر کے علمبر داروں سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید کہ (پھر تلوار ہی کے زور سے) وہ باز آئیں گے)

دوسرا شبہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "گیارہ ستمبر کے مقتولین میں معصوم شہری بھی شامل تھے"۔

اس شبہے کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں:

۱۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مشرکین اہلِ بستی کے بارے میں دریافت کیا گیا جن پر رات کے وقت حملہ کیا جائے اور (تاریکی کی وجہ سے) حملے میں ان کی عورتیں اور بچے بھی مارے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هُمْ مِنْهُم (بخاری: کتاب الجهاد والسير)

(وہ انہی میں سے ہیں)

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ عورتیں، بچے اور وہ سب لوگ جن کو عام حالات میں دورانِ جنگ قتل کرنا ممنوع ہے، اگر محاربین کے ساتھ یوں گھلے ملے ہوں کہ ان میں تمیز کرنا ممکن نہ رہے، تو ان کا قتل بھی جائز ہے۔ درج بالا حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کے وقت حملے کے بارے میں پوچھا گیا.........اور رات کے اندھیرے میں ایسی تمیز کرنا ممکن نہیں ہوتا.........تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملے کو جائز قرار دیا، کیونکہ عورتوں اور بچوں کو قصداً نشانہ بنا کر مارنا درست نہیں، البتہ اگر یہ محاربین کے ساتھ ضمناً مارے جائیں تو جائز ہے۔

۲۔ مسلمان جرنیل کفار کے خلاف جنگوں میں منجنیق کے گولے برسایا کرتے تھے، حالانکہ منجنیق کا گولہ محارب اور معصوم میں فرق نہیں کرتا، مگر پھر بھی اس ہتھیار کا استعمال مسلمانوں کا مستقل طریقہ رہا۔ ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"(دشمن کے خلاف) منجنیق نصب کرنا جائز ہے کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سکندریہ والوں پر منجنیق نصب کی تھی۔" (المغنی و الشرح 10/503)

ابنِ قاسم رحمۃ اللہ علیہ 'الحاشیۃ' میں لکھتے ہیں:

"چونکہ دشمن کو نقصان پہنچانے کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، لہٰذا کفار پر منجنیق کے گولے برسانا جائز ہے، اگرچہ اس سے بچے، عورتیں، بوڑھے، اور راہب بلا ارادہ مارے جائیں۔" (الحاشیۃ علی الروض 4/270)

۳۔ مسلمان فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر کفار حملے سے بچنے کیلئے کچھ مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کر رہے ہوں، تو ایسے میں حسبِ ضرورت حملہ کر دینا جائز ہے۔ گو کہ ان معترضین کی اصطلاح میں وہ مسلمان "معصوم" ہیں، مگر فقہاء پھر بھی ایسے حملے کو درست گردانتے ہیں۔ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کفار کی فوج مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال استعمال کرے اور قتال نہ کرنے سے باقی مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو قتال جاری رکھا جائے گا، اگرچہ نتیجتاً (بطور ڈھال استعمال کئے جانے والے) مسلمان قیدی مارے ہی کیوں نہ جائیں۔" (الفتاویٰ 28/ 546,537، ج20۔25)

ابنِ قاسم رحمۃ اللہ علیہ 'الحاشیۃ' میں لکھتے ہیں:

"اگر کفار کسی مسلمان کو بطور ڈھال استعمال کر رہے ہوں تو ان پر حملہ کرنا جائز نہیں، سوائے اس صورت میں جب حملہ نہ کرنے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو ایسے میں کفار کو مارنے کا ارادہ کر کے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اس رائے سے کسی کو اختلاف نہیں۔" (الحاشیۃ علی الروض 4/271)

یہاں میں اپنے ان بھائیوں سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں جو ۱۱ ستمبر کے حملے کو "دہشت گردی" کا نام دیتے ہیں: کیا امریکہ کا اپنے جہازوں اور میزائلوں سے سوڈان کی دواساز فیکٹری تباہ کرنا......... یہ جانتے ہوئے کہ فیکٹری کا عملہ اور مزدور اندر موجود ہیں......... دہشت گردی نہیں؟ ایسا کیوں ہے کہ امریکہ پر حملے کو دہشت گردی کی کاروائی کہنے والی بہت سی آوازیں موجود ہیں، مگر امریکی حملوں کے خلاف کوئی آواز نہیں سنائی دیتی؟ میں تو ان دونوں واقعات میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں پاتا کہ سوڈان میں جس مال سے فیکٹری قائم ہوئی تھی وہ مسلمانوں کا مال تھا اور جو عملہ اور مزدور مارے گئے وہ بھی مسلمان تھے، جبکہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی عمارتوں پر کفار کا مال خرچ ہوا تھا اور حملے میں مرنے والے بھی کفار تھے۔ کیا یہی وہ فرق ہے جس کی بنیاد پر ہمارے بہت سے بھائی ۱۱ ستمبر کے واقعے کو دہشت گردی کہتے ہیں مگر سوڈان پر حملے کے معاملے میں چپ سادھ لیتے ہیں؟؟ نیز لیبیا اور عراق کے عوام پر اقتصادی پابندیاں لگا کر انہیں جس بھوک اور قحط سالی کی طرف دھکیلا گیا اور عراق و افغانستان پر جو بمباری اور حملے کئے گئے کیا وہ سب بھی دہشت گردی نہیں؟

میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ ان حضرات کے نزدیک "معصوم افراد" سے کیا مراد ہے؟ "معصوم" سے لازماً ان تینوں معانی میں سے کوئی ایک مراد ہو گا:

۱۔ وہ لوگ جنہوں نے نہ تو اپنی ریاست کے ساتھ مل کر قتال کیا، نہ ہی بدن، مال رائے، مشورے یا کسی اور ذریعے سے قتال میں معاونت کی:

یہ لوگ اگر دیگر افراد سے علیحدہ اور قابلِ تمیز رہیں تو ان کا قتل جائز نہیں،البتہ اگر یہ دوسرے لوگوں میں گھل مل جائیں تو محاربین کو نشانہ بناتے ہوئے ان کا ضمناً مارا جانا جائز ہے؛مثلاًبوڑھے، عورتیں، بچے، مریض، معذور، اور تارکِ دنیا راہب۔ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عورتوں اور بچوں کو جان بوجھ کر نشانہ نہ بنایا جائے،لیکن اگر رات کے حملے میں یا محاربین میں گھلے ملے ہونے کی وجہ سے وہ مارے جائیں تو جائز ہے۔اسی طرح دشمن کو قتل کرنے یا پچھاڑنے کی غرض سے ان کے جانوروں (اونٹ، گھوڑے وغیرہ) کا قتل جائز ہے۔اس رائے سے کسی کو اختلاف نہیں۔“ (المغنی والشرح:10۔503)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ

”شب خون مارنا جائز ہے۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہے کہ

” شب خون مارنے میں کوئی حرج نہیں اور غزوۂ روم بھی تو شب خون ہی تھا۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

”ہمارے علم میں نہیں کہ کسی نے شب خون کو ناپسند کیا ہو۔“(المغنی و الشرح:10۔ 503)

۲۔وہ لوگ جنھوں نے اپنی محارب ریاستوں کی جانب سے جنگ میں عملاً شرکت تو نہیں کی ،لیکن اپنے مال اور مشوروں سے جنگ میں معاونت کی:

یہ لوگ ”معصوم“اور”بے گناہ“ شہری نہیں،بلکہ محاربین ہی میں سے ہیں اور فوج کی پچھلی صفوں اور کمک فراہم کرنے والے مددگار و معاونین میں شمار کئے جائیں گے۔

ابنِ عبد البر (الاستذکار میں) لکھتے ہیں:

"اس بات پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو عورتیں اور بوڑھے جنگ میں شریک ہوں ان کا قتل مباح ہے، نیز جو بچے لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور پھر عملاً لڑیں بھی ،تو ان کا قتل بھی جائز ہے۔" (الاستذکار: 14۔74)

ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے قتل کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے جو جنگ میں اپنی قوم کی مدد کریں۔ ابنِ عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

"اس بات پر اجماع ہے کہ حنین کے دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے درید بن الصمۃ کو اس لیے قتل کروایا کہ وہ صاحبِ رائے تھا اور اپنے مشوروں اور جنگی چالوں کے ذریعے فوج کی مدد کرتا تھا۔ لہٰذا جو بوڑھا بھی اس طرح جنگ میں شریک ہو، سب علماء کے نزدیک اس کا قتل جائز ہے۔"(التمھید: 16۔142)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرحِ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے باب الجہاد میں صاحبِ رائے بوڑھوں کو قتل کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابنِ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے 'الحاشیۃ' میں نقل کیا ہے کہ

"اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جنگ میں بذاتِ خود بلاواسطہ شریک ہونے والے اور پچھلی صفوں میں رہتے ہوئے بالواسطہ شریک ہونے والے کا شرعی حکم ایک ہے۔"

یہ اجماع امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے ۔ نیز امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے بھی منقول ہے کہ

"دشمن فوج کے ساتھی و معاونین بھی حقوق اور ذمہ داریوں میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔"

۳۔ وہ لوگ جو مسلمان ہوں:

ان کا قتل صرف اس وقت جائز ہے جب وہ دشمن کے ساتھ یوں گھل مل جائیں کہ انہیں مارے بغیر دشمن کو مارنا ممکن نہ ہو۔اس موضوع پر تفصیلی گفتگو مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال استعمال کرنے کے مسئلے میں گزر چکی ہے۔

لہٰذا وہ لوگ جو بلا سوچے سمجھے "معصوم" اور "بے گناہ افراد" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور ایسے سب لوگوں پر حملہ کرنے کو ہر حال میں ناجائز قرار دیتے ہیں، دراصل مغربی میڈیا کی عطا کردہ اصطلاحات کو بلا تنقید من و عن قبول کر کے دہرا رہے ہیں، حالانکہ یہ شرعی اصطلاحات نہیں اور بعض اوقات یہ شریعت سے متصادم بھی ہوتی ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے ایک جواب یہ بھی ہے کہ شریعتِ اسلامی ہمیں کفار کے ساتھ وہی معاملہ کرنے کی اجازت دیتی ہے جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہو (معاملۃ بالمثل)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ (النحل: 126)

(اور اگر تم بدلہ لو، تو اتنا ہی لینا جتنی زیادتی تم پر کی گئی تھی)

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ: 40)

(اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر کی برائی ہے)

انتقام بالمثل کے جواز پر علماء کی آراء:

ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"زیادتی کے برابر انتقام لینا مجاہدین کا حق ہے۔ چنانچہ وہ چاہیں تو بطور بدلہ انتقام لیں اور چاہیں تو بخش دیں۔ جہاں بدلہ لینے سے جہاد کے مقاصد کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور نہ ہی کفار کے لیے باعثِ عبرت بن سکے، وہاں صبر کرنا ہی افضل ہے۔ البتہ اگر بدلہ لینا کفار کو دعوتِ ایمان دینے یا ان کی سرکشی توڑنے کا باعث بنے تو ایسے میں انتقامی کاروائی حدود

اللہ کے قیام اور جہادِ اسلامی کا تقاضا ہے۔ یہ رائے ابنِ مفلح نے 'الفروع' میں نقل کی ہے۔" (6-218)

"معصوم" اور "بے گناہ" کی اصطلاح کو بلا قید و تخصیص استعمال کرنے کا لازمی نتیجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر (نعوذ باللہ) معصومین کے قاتل ہونے کی تہمت لگانا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف پر حملے کے لئے منجنیق نصب کی، حالانکہ منجنیق اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک ایسا ہتھیار ہے جو "معصوم" اور "غیر معصوم" میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "معصوم" اور "غیر معصوم" کی مغربی تقسیم کے برعکس بنو قریظہ کے تمام بالغ مردوں کو قتل کروایا۔

ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ 'المحلیٰ' میں درج ذیل حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث:

عُرِضْتُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَانَ مَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ

(مجھے (بھی) قریظہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، پس (اس دن بنو قریظہ کا) ہر بالغ مرد قتل کر دیا گیا)

تشریح:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل ہمیں ایک عمومی اصول عطا کرتا ہے جس کی لپیٹ سے کوئی مزدور، تاجر، کسان یا معمر فرد محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی پر علماء کا اجماع بھی ہے۔" (المحلیٰ 7-299)

ابنِ قیم (رح) زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی رہا ہے کہ جب آپ کسی قوم سے صلح یا معاہدہ کرتے اور وہ قوم یا اس کے کچھ لوگ معاہدہ توڑ ڈالتے اور قوم کے باقی افراد اس نقضِ عہد کی تصدیق کرتے اور اس پر راضی رہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو معاہدے کی خلاف ورزی کرنے

والا شمار کر کے سب کے خلاف جنگ کرتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع اور اہلِ مکہ کے خلاف غزوات میں کیا۔ عہد شکنی کرنے والوں کے بارے میں یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشرق کے عیسائیوں کے خلاف جنگ کرنے کا فتویٰ دیا، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مال اور اسلحہ فراہم کیا تھا۔ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عیسائیوں کے اس فعل کو عہد شکنی گردانا، حالانکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ جنگ نہیں لڑی تھی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قریش کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا تھا جب انہوں نے مسلمانوں کے حلیف قبیلے کے خلاف بنی بکر بن وائل کی مدد کی تھی۔"

اختتامیہ:

ہم جانتے ہیں کہ کافر مغرب، بالخصوص امریکہ......... مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رکھے گا.........اور یہ سلسلہ افغانستان، فلسطین یا شیشان تک محدود نہ رہے گا، بلکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر جہاد اور جہاد کرنے والوں کا دنیا بھر سے مکمل صفایا کرنے کی بھرپور مہم چلائی جائے گی۔ افغانستان کے خلاف امریکی اقدامات بھی اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک مجاہدینِ طالبان کا زور مکمل طور پر توڑ نہ دیا جائے۔

طالبان کا قصور بس یہی ہے کہ انہوں نے مجاہدین کو پناہ دی اور کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کیا، چنانچہ ان کی ہر ممکن مدد و نصرت کرنا واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (التوبۃ: 71)

(مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں)

نیز یہ کہ

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المآئدۃ:2)

(اور نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو)

لہٰذا مجاہدینِ طالبان کی مدد کرنا لازم ہے۔اس مدد کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

مال، جان، مشوروں، اور آراء سے؛ ذرائع ابلاغ کے ذریعے؛ مجاہدین کی عزت وشہرت کے تحفظ کے ذریعے اور ان کی فتح ونصرت اور استقامت کی دعاؤں سے۔مدد کرنا نہ صرف مسلمان عوام پر لازم ہے بلکہ افغانستان کے قرب وجوار میں موجود مسلمان ریاستوں کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ مغربی طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں مجاہدینِ طالبان کا بھرپور ساتھ دیں۔یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ اس تحریک کا ساتھ نہ دینا اور اسے تنہا اور سسکتا چھوڑ دینا کفار کی مدد اور مسلمانوں سے دشمنی کے مترادف ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (المآئدۃ:51)

(اے ایمان والو! یہود و نصاری کو اپنا دوست مت بناؤ۔یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ (الممتحنۃ:۱)

(اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (الممتحنۃ: 4)

(تم لوگوں کے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ)

لا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ (المجادلة: 22)

(آپ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ،ان کے بیٹے،یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے)

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ☆إلا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ (الزخرف: 26-27)

(اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راہِ ہدایت دکھائے گا)

اگر مسلمان ریاستیں یونہی بیٹھ کر یہ خونی تماشا دیکھتی رہیں تو نہ تاریخ انہیں معاف کرے گی اور نہ ہی ان ریاستوں میں بسنے والی مسلم آبادیاں۔ ان مشکل حالات میں اپنے بھائیوں کو تنہا چھوڑنے والوں کو خوب سوچ لینا چاہیئے کہ اللہ کی پکڑ اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهُ وَ لَا یُسْلِمُهُ مسلم: کتاب البرّ والصّلۃ والآداب)

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے)

اسی طرح، حدیثِ قدسی ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ (بخاری: کتاب الرقاق)

(جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی لگائی، تو میری طرف سے اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے)

ایک اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ اُذِلَّ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْهُ وَ هُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّنْصُرَهُ اَذَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (مسند احمد: حدیث سهل بن حنیف رضی اللہ عنہ)

(جس شخص کے سامنے کسی مومن کو ذلیل کیا جارہا ہو اور وہ قدرت رکھنے کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کریں گے)

ہم اس موقع پر پاکستان کے اہلِ اقتدار کو متوجہ کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام دشمن امریکی فوجوں کو اپنی سرزمین میں ہوائی اڈے اور اپنے وسائل تھمادینا نہ تو حکمت کا تقاضا ہے نہ ہی سیاست کا، کیونکہ ان ایمان فروش حرکتوں کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہے۔ امریکی افواج کو یہاں جگہ دینے کا نتیجہ انہیں اپنے رازوں تک بآسانی پہنچنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ عین ممکن ہے کہ پاکستان میں قیام کے دوران امریکی افواج جو معلومات اکھٹی کریں وہ اسرائیل کو پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر ویسا ہی حملہ

کرنے کا موقع دیں جیسا حملہ اس نے عراق پر کیا تھا۔ یہ کیسی عجیب صورتحال ہے کہ آج پاکستان اسی پر اعتماد کر رہا ہے جو کل تک اس کا کھلا دشمن تھا!! میرے خیال میں پاکستان میں دینی طبقے ہی نہیں، بلکہ تمام اہلِ عقل و دانش ٹھنڈے پیٹوں اس پالیسی کو گوارا نہیں کریں گے۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد کرے!

اپنے کلمے کو بلند کرے!

اسلام، مجاہدین اور مسلمانوں کو عزت بخشے!

امریکہ، اس کے پیروؤں اور اس کے مددگاروں کو ذلیل کرے!

یقیناوہ مسلمانوں کا ولی ہے اور ان کی مدد پر قادر ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://muwahideen.co.nr/

Email: salafi.man@live.com